خدا کی ہر نعمت کا صحیح استعمال ابدی رحمتوں کے دائرے کھولنے والا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶؍جولائی ۱۹۷۹ء بمقام مسجد احمدیہ اسلام آباد)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اس وقت ساری دنیا میں جو حالات پیدا ہو چکے ہیں اور جو مسائل دنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والا انسان حل کرنے میں ناکام ہوا ہے اور جس کے نتیجہ میں فساد اور لڑائیاں پیدا ہوئیں اور ہو رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ یہ حالات انسان کو مجبور کر رہے ہیں کہ وہ اسلامی تعلیم کی طرف رجوع کرے اور جن مسائل کو وہ اپنی عقل سے حل نہیں کر سکا، ان مسائل کو وہ اللہ تعالیٰ کی عظیم شریعت اور تعلیم کی روشنی میں حل کرے۔

مختلف شکلوں میں یہ مسئلے انسان کے سامنے ابھرے اور ابھرتے ہیں۔ اس وقت میں ایک اصولی بات کی طرف توجہ دلاؤں گا جماعت کو بھی کیونکہ ان کی ذمہ داریاں ہیں بڑی اور دنیا کو بھی ان کی خوشحالی کا سامان اس تعلیم سے باہر ہمیں کہیں نظر نہیں آ رہا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:- وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ (النحل:۷۲) کہ جو کچھ بھی انسان کو ملا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا ہے اور جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو ملا ہے وہ قرآن کریم کی اصطلاح میں رزق کہلاتا ہے اور یہاں یہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے رزق کی بخشش میں جو مختلف انسانوں کو اس نے دیا، بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض کو زیادہ دیا بعض کو کم دیا ہے اور جو لوگ خدا تعالیٰ کی یہ جو عطا

ہے اور جو اس کا رنگ ہے اور جس شکل میں اس نے یہ تقسیم کیا ہے اپنے رزق کو اس کی حکمت کو سمجھتے نہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کا عطا کردہ جو رزق ہے، اسے کسی صورت میں بھی ان لوگوں کی طرف جو ان کے Dependant ہیں جن پر ان کے داہنے ہاتھ قابض ہیں۔ یہاں غلام مراد نہیں بلکہ جو، جن کی ذمہ داریاں ان پر ہیں کہ ان کے کھانے کا، پینے کا، کپڑوں کا، رہائش کا، ان کے علاج معالجہ کا ان کو خیال رکھنا چاہیئے وہ ان لوگوں کو خدا کے دیئے ہوئے رزق میں حصہ دار بنانے کے لئے تیار نہیں اور خدا تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ حصہ دار بھی وہ اس طرح بنائیں کہ جس کے نتیجہ میں وہ برابر کے حصہ دار بن جائیں۔ پھر کیا وہ اس حقیقت کے جاننے کے باوجود، یہ حقیقت جو پہلے بیان ہوئی وہ یہ کہ دینے والا اللہ اور حکمت یہ ہے کہ سارے اس میں شریک کئے جائیں اور مختلف جگہوں میں خدا تعالیٰ نے بتایا کہ ہر انسان کے لئے میں نے اس ''ارض'' اس جہان کو، اس کی نعماء کو پیدا کیا ہے کسی خاص گروہ کے لئے نہیں پیدا کیا۔ انسان انسان میں اس معاملہ میں فرق نہیں کیا جا سکتا۔

رزق دنیا اور رزق سے مراد میری یہ پیسہ یا گندم نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے جو چیز بھی دی جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا وہ رزق کے لفظ کی اصطلاح کے اندر آ جاتا ہے۔ ایک تو بالکل واضح اور غیر مشکوک یہ حقیقت ہے کہ بعض لوگوں میں قابلیت زیادہ ہے۔ ہر میدان میں استعدادیں مختلف بھی ہیں اور ہر میدان کی استعداد میں فرق بھی ہے مثلاً تجارت کو لے لیں۔ مشہور ہے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جس چیز کو مٹی کو بھی ہاتھ لگائیں تو وہ سونا بن جاتی ہے اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جو سونے کو بھی ہاتھ لگائیں تو وہ مٹی بن جاتی ہے یعنی ان میں جو مٹی کو ہاتھ لگائیں جن کے متعلق کہا گیا وہ سونا بن جاتا ہے خدا تعالیٰ نے یہ استعداد اور صلاحیت پیدا کی ہے کہ وہ تجارت کے میدان میں آگے بڑھیں اور پیسے جمع کریں۔

مدینہ کا ایک واقعہ یاد آ گیا۔ ایک جس وقت خدا تعالیٰ نے دنیا جہان کی دولتوں کا رخ مدینہ کی طرف پھیر دیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثاروں کے قدموں میں ساری دنیا کی دولتوں کو اکٹھا کر دیا۔ اس کی ابتدا تھی ابھی۔ تاجروں کا کوئی قافلہ ایک لاکھ اونٹ مدینہ کی منڈی کی طرف لا رہا تھا۔ راستہ میں ایک صحابیؓ گزر رہے تھے اپنے کسی کام سے وہاں

انہوں نے دیکھا یہ مال منڈی میں جا رہا ہے۔ وہ بھی تاجر تھے انہوں نے غور کیا۔ انہوں نے دل میں فیصلہ کیا مال اچھا ہے میں خریدوں گا۔ لیکن حکم یہ ہے اسلام کا کہ بھاؤ کو بگاڑو نہ، منڈی میں جانے دو۔ وہاں جو منڈی کا بھاؤ نکلے اس کے مطابق خریدو۔ منڈی کے باہر بھاؤ بگاڑنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ انہوں نے دل میں ایک خیال قائم کیا، سوچا، ایک فیصلہ کیا منڈی میں آ گئے۔ ان سے پہلے ایک اور صحابی نے سودا کر لیا ایک لاکھ اونٹ کا۔ وہ آپس میں سارے بھائی بھائی اور دوست تھے۔ وہ جنہوں نے رستے میں دیکھا تھا انہوں نے آ کے اپنے دوست کو کہا تم پہلے آ گئے منڈی میں تم نے یہ مال خرید لیا ایک لاکھ اونٹ۔ میرا تو خیال تھا میں خریدوں گا۔ تو انہوں نے کہا تم اب خرید لو۔ پوچھا کیا بھاؤ، کس بھاؤ پر؟ انہوں نے کہا جس بھاؤ پر میں نے لیا ہے اسی بھاؤ پر تم لے لو، صرف نکیل مجھے دے دو ہر اونٹ کی۔ تو اب یہ بڑا تاجر، تاجر دماغ یہ سوچ سکتا ہے کہ نکیل مجھے دے دو اسی بھاؤ پہ لے لو۔ اگر وہ اٹھنی بھی قیمت سمجھی جائے نکیل کی تو پچاس ہزار روپے کا انہوں نے آدھے گھنٹے میں نفع حاصل کر لیا۔

میں بتا یہ رہا ہوں کہ یہ جو کہا ہے کہ ہم نے فضیلت دی بعض کو بعض پر، یہ فضیلت کا پہلا محل جو ہے وہ استعداد کا دینا ہے۔ بعض زمیندار ہیں، میں نے خود پڑھا ہے یعنی دنیا کی بات کر رہا ہوں صرف اپنے علاقہ کی بات نہیں کر رہا۔ یہاں سے ہزاروں میل دور سے یہ واقعہ ہوا کہ پندرہ ایکڑ کے مالک نے ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ خالص آمد پیدا کی اور بہت سارے ایسے زمیندار بھی ہیں کہ جو پندرہ ایکڑ کے مالک ہیں اور سرخ مرچ کی چٹنی پیس کے اور روکھی روٹی کے ساتھ ان کا گزارہ ہے۔

علم کے میدان میں، ہر علم کے میدان میں آپ کو نہایت ذہین، آگے بڑھنے والے ملیں گے۔ ہر علم کے میدان میں آپ کو اس علم کے حصول کی صلاحیت نہ رکھنے والے یا کم رکھنے والے پیچھے رہنے والے بھی ملیں گے۔ انسان کی خدا تعالیٰ نے عظیم حقیقت بیان کی ہے اس کا جلوہ نظر آتا ہے۔ انسان کی ہر شعبہ زندگی میں آپ کو اس آیت میں جو وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ کہ ہم نے جو عطا دی انسان کو اس میں بعض کو بعض پر فضیلت دے دی لیکن اسی آیت میں ساتھ یہ کہا کہ فضیلت اس لئے

نہیں دی کہ تم میرے بندوں کے خدا بننے کی کوشش کرو بلکہ اس لئے دی ہے کہ جو تمہارے Dependant ہیں، جو تمہارے زیر کفالت ہیں ان کو اپنے برابر سمجھو۔ جو کھاؤ انہیں دو۔ جو پہنو انہیں پہناؤ جہاں رہو انہیں رکھو۔ یہ جو Dependant ہیں اس میں سب سے نچلا درجہ اُن غلاموں کا تھا جو اسلام سے پہلے غلام بنالئے گئے تھے لیکن فوری طور پر بغیر صحیح انتظام کے ان کو آزاد کردینا انسان پر ظلم کرنا تھا۔ ایسا ہی تھا جیسے چڑیا گھر کے شیر کو آزاد کرنے کے لئے لاہور میں انارکلی میں لا کے چھوڑ دیا جائے۔ پہلے ان کو انسانیت کے آداب، شرافت کے آداب، اخلاق، ان کی ذہنیت میں تبدیلی پیدا کرنے کا سوال تھا، بعد میں ان کو آزاد کرنے کا سوال تھا۔

یہ ضمناً میں بات مثال کے طور پر دے رہا ہوں قرآن کریم پر غور کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے یکسر غلامی کو مٹا دیا اور کسی شخص کو یہ اجازت نہیں دی بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کہ وہ کسی دوسرے انسان کو غلام بنائے تو جو مسئلہ آپ کے درپیش تھا، وہ غلامی کا نہیں تھا وہ تو ختم ہوگیا قصہ۔ وہ یہ تھا کہ جو پہلوں نے غلام بنائے ہوئے تھے نسلاً بعد نسلٍ ان کی ذہنیتیں جو ہیں وہ مسخ ہوچکی ہوئی تھیں۔ ان کو اٹھا کر اس گراوٹ کے مقام سے انسان کے مقام پر لا کے کھڑا کرنا یہ تھا آپ کے سامنے مسئلہ اور اس کو آپ نے حل کیا۔

تو یہ جو میں بات بتا رہا ہوں کہ جو زیرِ کفالت ہیں ان کو اپنے برابر کا حصے دار سمجھو کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہی منشا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو آپ کھاتے ہو وہ اپنے غلام کو کھلاؤ۔ پرانے غلام جو ملے ہیں ورثے میں۔

اس کے بعد پھر وہ جو قابلیتیں اور صلاحیتیں ہیں اس کے نتیجہ میں مختلف چیزیں رزق کے ساتھ تعلق رکھنے والی انسان کو ملتی ہیں۔ ایک شخص ہے وہ علم میں ترقی کرتا ہے۔ اس کے اوپر دو فرض عائد ہوجاتے ہیں۔ ایک علم پڑھانا دوسروں تک پہنچانا اپنی قابلیت کو اور اپنے جیسے ذہین لڑکوں کے لئے یہ تدابیر سوچنا کہ وہ بھی اسی طرح انتہائی رفعتوں تک پہنچنے والے ہوں اور دوسرے یہ کہ علمی ترقی کے نتیجہ میں دنیوی اموال جو ہیں وہ حاصل ہوتے ہیں اس میں اگر ایک شخص کہے کہ جی میں آئن سٹائن بن گیا اس واسطے جو دنیا مجھے اموال دیتی ہے اس کے اوپر

میں کسی کا حق نہیں سمجھوں گا قرآن کریم کہتا ہے یہ غلط ہے۔ تمہیں ہر دوسرے کا حق سمجھنا پڑے گا کیونکہ یہ فضیلت خدا تعالیٰ نے اس لئے نہیں دی کہ تمہاری اجارہ داری ہوجائے بلکہ بہت ساری اشیاء پر اس لئے دی ہے کہ تم جہاں خدا تعالیٰ کی دنیوی مادی نعمتوں سے مالا مال ہوئے ہو وہاں تمہارے لئے ایسے سامان پیدا کئے جائیں کہ ان مادی نعمتوں کے صحیح استعمال کے نتیجہ میں تم روحانی نعمتوں کو حاصل کرنے والے بن جاؤ اور جو وقتی طور پر اور ہلاک ہونے والی چیزیں ہیں ان کے ذریعہ سے تم خدا تعالیٰ کی منشا کے مطابق ان کا استعمال کرنے کے نتیجہ میں ابدی نعمتیں جو خدا تعالیٰ کی ہیں اس کی رضا کی ابدی جنتوں سے تعلق رکھنے والی ان کے تم حق دار بنو۔

یہاں اس آیت کے آخر میں میں نے اس کا ایک ٹکڑا لیا تھا، تو آخر میں ہے کہ پھر کیا وہ اس حقیقت کے جاننے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں۔ تو انکار کے ساتھ ہی اقرار اور انکار دونوں کا یہاں مضمون کے لحاظ سے ذکر ہے اور اقرار کے معنے ہیں خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق کو خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق خرچ کرنا اور خدا تعالیٰ کی نعمت کے انکار کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے نعمت حاصل کی اور جس سے پایا اسی کی حکم عدولی شروع کر دی۔ یہ ہے کفرانِ نعمت۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- وَّ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ (النحل:۷۳) اور اللہ نے تمہیں تمام قسم کی پاکیزہ چیزوں سے رزق بخشا ہے۔ کیا پھر بھی ایک ہلاک ہونے والی چیز جو دنیوی عطا کی شکل میں تمہارے اوپر نازل ہوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ اس پر تو ایمان رکھو گے اور کہو گے کہ خدا تعالیٰ نے ہم میں پتا نہیں کیا خوبی دیکھی کہ دنیوی اموال سے مالا مال کر دیا اور جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، اللہ تعالیٰ کی نعمتیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا تقاضا ہے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہیں ان مادی اور دنیوی عطایا کے نتیجہ میں تم روحانی نعمتوں سے محروم ہونے کی کوشش کرو گے۔ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ اصل نعمت خدا تعالیٰ کی۔ ایک شخص ہے اس کو اتنا مال ملا کہ اس پر دس ہزار روپیہ زکوٰۃ واجب ہوگئی خدا کے لئے۔ وہ دس ہزار روپیہ خدا کے

حکم سے دے دیتا ہے تو جو دولت اس کو ملی جس پر زکوٰۃ واجب ہوئی مادی دولت ہے۔ روپیہ ہے۔ سونا ہے۔ چاندی ہے۔ بھیڑ بکری ہے۔ اونٹ ہیں۔ گائے اور بھینس ہے وغیرہ وغیرہ تو وہ زکوٰۃ دے گا تو یہی چیز جو مادی ہے اس نے خدا تعالیٰ کا حکم ماننے کے نتیجہ میں ایک روحانی نعمت کا دروازہ کھولا نا! خدا تعالیٰ نے کہا میرے بندے نے میرے حکم کے مطابق میری راہ میں اپنے مال کو میرے بتائے ہوئے نصاب کے مطابق خرچ کر دیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے محض یہ نصاب نہیں مقرر کیا بلکہ نوعِ انسانی کا جہاں تک تعلق ہے اس نصاب کا میں آگے آ کے ابھی ذکر کروں گا۔ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ یہاں جو الطَّيِّبٰتِ کا لفظ استعمال کیا گیا اس سے میری توجہ اس طرف پھری کہ خدا تعالیٰ کی ہر نعمت جو ہے، وہ پاک ہے۔ اس معنی میں کہ وہ پاکیزگی کی طرف لے جانے والی ہے۔ پاکیزگی کی طرف لے جانے والی ہے صحیح استعمال کے نتیجہ میں، اعمالِ صالحہ کے نتیجہ میں۔

تو یہاں رَزَقَكُمْ میں ہر قسم کی عطا اور بخشش آ گئی اور مِّنَ الطَّيِّبٰتِ میں اس طرف اشارہ کیا کہ خدا تعالیٰ کی ہر قسم کی عطا اور بخشش کے نتیجہ میں تم خدا تعالیٰ سے اس کے پیار کو حاصل کر سکتے ہو اگر اس کا صحیح استعمال کرو۔ لیکن پھر آگے کافروں کو مخاطب کر کے خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ جو ہلاک ہونے والی چیز ہے اس پر تو وہ ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اس لئے دی کہ ہم ہی اس سے فائدہ اٹھائیں اور کوئی اور اس کا شریک نہ ہو۔ ہم ہی اس کا استعمال کریں صحیح یا غلط جس طرح چاہیں۔ جس طرح قرآن کریم میں ایک نبی کے متعلق آیا ہے کہ ان کی امت نے کہا ہمیں اس بات سے روکتا ہے کہ جو ہمیں خدا نے چیزیں دی ہیں ہم اپنی مرضی کے مطابق ان کو خرچ نہ کریں۔

تو طیّبات سے اس طرف ہمیں توجہ دلائی گئی کہ خدا تعالیٰ کی ہر نعمت اگر اس کا صحیح استعمال ہو ابدی رحمتوں کے دروازے کھولنے والی ہے اور جو اس کا غلط استعمال ہے اس قرآن کریم نے باطل یعنی ایک ہلاک ہونے والی چیز قرار دیا ہے یعنی خدا تعالیٰ نے ابدی نعمتوں کو نوازنے کے لئے تمہیں چھوٹی اور بڑی، دینی اور دنیوی نعمتیں عطا کی تھیں لیکن تم نے ان کا محض دنیوی استعمال کر کے اور اپنے رب کو بھول کر اور اپنی ذمہ داریوں کو نظر انداز کر کے اس کو محض ایسے

طور پر استعمال کیا کہ وہ آئی اور چلی گئی۔ دنیا تو ہے ہی آنی جانی اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے تم وارث نہیں بنے۔

پھر ایک اور آیت میں ہمیں سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں سمجھانے کے لئے ایک ایسے بندے کی حالت بیان کرتا ہے جو غلام ہو۔ قرآن کریم کی اس آیت کے بہت سے بطون ہیں آپ جانتے ہیں بہت دفعہ ہم ذکر کرتے ہیں پہلے بھی کر چکے۔ یہاں میں یہ معنی کروں گا کہ ایسے بندہ کی حالت بیان کرتا ہے جو دنیا کا غلام ہو اور جو کسی بات کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو۔ جو دنیا کا غلام ہے وہ کس بات کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ تو خدا سے لڑنے والا ہے نا۔ جو خدا تعالیٰ سے لڑنے والا ہے وہ گھمنڈ میں، وہ تکبر میں، وہ استکبار میں، وہ غرور میں، وہ لوگوں کو حقیر سمجھنے کی مرض میں بھی تو مبتلا ہو جائے گا لیکن حقیقی طاقت جس کا صحیح نتیجہ نکلے اور جو خدا کا پیار حاصل کرنے والی ہو وہ طاقت تو اسے نصیب نہیں ہوتی۔ تو وہ دنیا کا غلام جو دنیا دارانہ زندگی گزارتا اور دنیا کی دلدلوں میں پھنسا ہوا ہے اور کسی بات کی بھی طاقت نہیں رکھتا ایک وہ ہے اور ایک وہ ہے اس کے مقابلے میں جو دنیا کا غلام نہیں بلکہ خدا کا بندہ ہے وہ وَمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا جس کو ہم نے رزق دیا اور اس نے یہ جانا اور پہچانا کہ ہم نے اس کو ایک اچھا رزق دیا تھا، ایک ایسا رزق دیا تھا جو خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کو جذب کرنے کا ذریعہ بن سکتا تھا اور اس کے نتیجہ میں اس حقیقت کو سمجھنے کے بعد ہمارے اس بندہ نے يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّ جَهْرًا ہمارے دیئے ہوئے مال میں لوگوں کے اس حق کو تسلیم کیا جو ہم نے ان کا قائم کیا اور ان کے اوپر وہ خرچ کرتا ہے پوشیدہ طور پر بھی اور اعلانیہ طور پر بھی۔ اس آیت کے پڑھتے وقت میرا اس طرف بھی خیال گیا ویسے وہ آیت میں آگے لوں گا بھی، ایک جگہ آیا ہے آگے ذکر آئے گا ان کا کہ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (الذّٰریٰت:۲۰) تو جو اپنے اس حق کو پہچانتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کا قائم کیا اس کا مطالبہ کرتا، اس کے حصول کے لئے کوشش کرتا ہے۔ جو شخص اس حق کو ادا کرنے والا ہے وہ ظاہری طور پر کھلم کھلا ادا کرتا ہے نا۔ مانگنے والے نے بھی کھلے طور پر کہا مطالبہ کیا۔ مانگنے والا نہیں مطالبہ کرنے والے نے ظاہراً مطالبہ کیا، جہراً مطالبہ کیا میرے یہ حقوق خدا تعالیٰ نے قائم کئے

ہیں میرے حقوق ادا کرو۔

تو خدا تعالیٰ یہاں یہ فرماتا ہے کہ ایسا شخص ہمارا بندہ جو ہمارے رزق کو رزقاً حسناً سمجھتا اور اس کے نتیجہ میں وہ حقوق العباد جو ہیں وہ ان کو ادا کرتا اور جن کو نہیں ملے ہوئے حقوق اور جو پہچانتے ہیں اپنے حقوق کو جو خدا تعالیٰ نے قائم کئے کھلم کھلا ان کے اوپر خرچ کرتا ہے اور کہتا ہے میں نہیں دیتا حق ہے تمہارا لے لو اپنا حق خدا نے اسے قائم کیا ہے۔ اور بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اپنے حقوق ہی نہیں پہچانتے اس وجہ سے وہ حقوق کے حصول میں محروم ہوتے ہیں۔ تو یہ شخص جو ہے خدا کا بندہ وہ سِرًّا بھی خرچ کرتا ہے ان کو اپنے حق کا نہیں پتا اور لوگوں کے حقوق کی جو ادائیگی یہ شخص کر رہا ہے اس کا نہیں علم۔ دونوں باتیں چھپی ہوئی ہیں۔ ان کے سامنے ان کے حقوق ظاہر نہیں اور لوگوں کے سامنے حقوق کی ادائیگی ظاہر نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ دنیا کا غلام اور یہ اللہ کا بندہ هَلْ يَسْتَوٗنَ یہ برابر ہو سکتے ہیں؟ یہ برابر نہیں۔ ایک زمین کا کیڑا، ایک کو خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے ہاتھوں سے اٹھا کر اپنی رفعتوں تک پہنچایا اور اپنی گود میں لے لیا پیار کے ساتھ۔ یہ دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (النحل:۷۶) اصل بات تو یہی ہے کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں۔

اسی کی طرف دوسری آیت میں اشارہ کیا يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ (النحل:۸۲) اللہ تعالیٰ نے یہ ساری دنیوی نعمتیں پوری کر دیں تمہارے اوپر۔ ویسے اس میں روحانی بھی ہیں لیکن اس کے ایک حصہ کو میں نے اس فقرہ میں لیا ہے يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ اس نے ساری کی ساری نعمتیں اور رحمتیں جن کی تمہاری فطرت تقاضا کر رہی تھی، وہ تمہیں دے دیں۔ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ اس لئے دیں کہ تم میری ان نعمتوں سے حقیقی مسلمان بننے کی کوشش کرو۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ کی ضمیر اس آیت میں میرے نزدیک جو میں اب معنی کر رہا ہوں جیسا کہ میں نے بتایا بہت سے بطون ہیں وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ وہ لوگ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ کہا ہے نا۔ وہ لوگ جن کو ہم نے دوسروں پر فضیلت دی۔ انہوں نے تجارت کی اور تجارت کے مال بڑے اکٹھے کر لئے۔ انہوں نے زراعت کی اور بڑی آمد پیدا کی اپنی زمین سے۔ انہوں نے کارخانے

لگائے اور وہ Millionaire بن گئے وغیرہ وغیرہ۔ دنیوی لحاظ سے انہوں نے دولتیں اکٹھی کیں۔ وہ ذہین تھے ان کو اپنے ذہنوں کی نشوونما کے سامان ہم نے دیئے تھے ان کو انہوں نے استعمال کیا اور سائنس کے میدان میں اور دوسرے علوم کے میدان میں آسمانوں کی رفعتوں تک پہنچ گئے اور اس ذریعہ سے انہوں نے دنیوی اموال بھی کمائے۔ محاورہ ہے

؎ کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

کہ کمال حاصل کرو دنیا کی عزت بھی حاصل ہوجائے گی اور دنیا کے اموال بھی حاصل ہوجائیں گے۔ ان لوگوں کے اموال میں ایک تو یہ گروہ ہوگیا نا۔ ایک دوسرا گروہ ہے جو سائل بھی ہے اور محروم بھی ہے۔ جس کو ان حقوق کا جو خدا تعالیٰ نے اس کے قائم کئے ہیں علم بھی ہے اور اسے مل نہیں رہے اور وہ ان کا مطالبہ کرتا ہے اور وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ کے قائم کردہ حقوق کا علم نہیں اس واسطے مطالبہ ہی نہیں کرسکتا اور وہ خاموش ہے اور محروم ہے۔ اس کو پتا ہی نہیں میرے حقوق کیا ہیں۔ جیسا کہ اس وقت یہ جو ترقی یافتہ مہذب قومیں ہیں ان کے مزدوروں کو کچھ پتا نہیں کہ ان کا حق کیا ہے اور میں ان سے مذاق میں ہنسی میں مسکراتے چہروں کے ساتھ بات کرتا تھا اور یہ حقیقت ان کے سامنے رکھتا تھا کہ یہ عجیب بات ہے کہ تمہارا مزدور اپنے حق کے حصول کے لئے سٹرائیک کرتا ہے اور اس کو یہ پتا نہیں کہ اس کا حق کیا ہے۔ یہ عجیب چیز بن گئی نا! کہ جس چیز کا اس کو علم ہی نہیں اس کے حصول کی وہ کوشش کر رہا ہے۔ تو حاصل کیسے کرے گا جس کا علم ہی نہیں اس کو۔

تو محروم ہے وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ ان کا حق ہے ان کے مال میں جن کو خدا نے دیا۔ مختلف طریقوں سے دیا کسی کو تجارت کا ملکہ دیا کسی کو زراعت کرنے کی صلاحیت عطا کی۔ کسی کو استعدادیں دیں اور صلاحیتیں دیں علوم کے حاصل کرنے میں۔ مختلف طریقوں سے اس نے فضیلت حاصل کی اور اموال اکٹھے کئے۔ خدا کہتا ہے صرف تم اس کے حق دار نہیں بہت سارے اَور حقوق ہیں جو تمہارے مال کے اندر ہم نے جمع کئے ہوئے ہیں اور یہ بتادوں ضمناً کہ خدا تعالیٰ نے ضرورت اور حاجت اور بھک منگا ہونے کا تصور نہیں ہمیں دیا بلکہ غریب کا حق قائم کیا ہے اور یا یہ شخص جو مالدار ہے فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ کے گروہ والا

خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے یہ خود ان کے حقوق ادا کرے گا یا خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جو تنظیمیں ہیں یا جو حکومتیں ہیں یا جو اقتدار ہیں وہ ان کو حقوق دیں گے۔ جہاں سے میں نے شروع کیا تھا لوٹ کے پھر وہیں آ گیا۔

یہ زمانہ آ گیا ہے اس وقت دنیا، اسلام سے باہر کی دنیا، عیسائی دنیا، دہریہ دنیا، بدمذہب دنیا، لامذہب دنیا کہ وہ ناکام ہوکر اپنی کوششوں اور اپنے منصوبوں میں اپنے مسائل کا حل اسلامی تعلیم میں پانے کی کوشش کریں۔ خدا تعالیٰ ان کو جلدتر اس کی توفیق عطا کرے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے دولتمند اور صاحبِ ثروت بنایا ہے ان کے اموال میں ہر اس شخص کا حق ہے جو اپنے رب کے قائم کردہ حقوق سے محروم ہے۔ خواہ وہ اس حقیقت سے واقف ہو، خواہ اس کا علم اس کو نہ ہو ہر صورت میں اس کا حق خدا تعالیٰ نے قائم کر دیا ہے۔

ایک چھوٹی سی میں مثال لوں گا۔ ایک چھوٹی سی ویسے تو میں نے بتایا بڑا وسیع مضمون ہے ہر قسم کے حقوق پر مشتمل۔ وہ لوگ ہمارے ملک میں بھی ہیں۔ ہمارے ملک کی اکثر آبادی ایسی ہے کہ جن کو اتنی غذائیت تو کھانا کھانے کے متعلق میں ذکر کر رہا ہوں مل جاتی ہے کہ وہ زندہ ہیں مرے نہیں بھوکوں لیکن ان کی صلاحیتوں اور استعدادوں کی کامل نشوونما کے لئے جس قسم کی غذا کی ضرورت تھی وہ نہیں ملی۔ مثلاً ہمارے ملک میں کہتے ہیں واللہ اعلم قریباً اسّی فیصد کسان Small holding رکھتا ہے۔ اس کے پاس بہت تھوڑی زمین ہے۔ آٹھ، دس، بارہ، چودہ ایکڑ کی اور مجھے خدا نے ہر قسم کے آدمی سے ملاپ کرنے کی توفیق دی۔ اس کی تفصیل میں اس وقت نہیں جاؤں گا اور مجھے پتا ہے کہ اکثر ان میں سے اپنے بیلوں کے غلام بن کے رہ گئے ہیں یعنی اگر وہ اپنے ہل کی فکر نہ کریں۔ بارہ ایکڑ کا مالک جو ہے اس کو ایک ہل چاہیئے۔ تین جانور چاہئیں بارہ ایکڑ میں پہلے وہ کھلاتا ہے تین جانوروں کو اپنے ورنہ تو اس کو سوکھی روٹی بھی نہ ملے۔ اور ان کے پاس اپنی چارپائی بچھا کے وہاں سو جاتا ہے رات کو۔ اکثریت ایسی ہے، اکثریت Small Holding کی ہے اور اکثر Small Holding والے جو ہیں بعض اچھے بھی ہیں لیکن اکثر ایسے ہیں جن کو اتنی روٹی تو مل جاتی ہے کہ وہ بھوکوں مریں نہ لیکن اتنی غذائیت

ان کو نہیں ملتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جسمانی اور ذہنی اور اخلاقی اور روحانی جو طاقتیں دی تھیں ان کی کامل نشوونما وہ کر سکے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو طاقتیں میں نے ہر فردِ واحد کو دی ہیں ان کی کامل نشوونما ہونی چاہیئے۔ ہر فرد کی ہر طاقت کی کامل نشوونما کے لئے جس چیز کی بھی ضرورت ہے مادی یا غیر مادی وہ میں نے پیدا کر دی۔ اگر وہ اس کو نہیں ملی تو کوئی اور غاصب ہے جس کے پاس ہے وہ۔ اور انہی کو خدا کہتا ہے انہی کی طرف اشارہ کر کے کہ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ان کے پاس جن کے حقوق کی ادائیگی کے سامان ہیں پڑے ہوئے ان سے لو اور دو یا وہ آپ دے دیں۔ خدا کی رضا کو حاصل کریں۔

قرآن کریم یہ کہتا ہے اصل تو یہ ایک فقرہ ہے جس کے لئے میں نے یہ خطبہ آج پڑھا ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ جب انسانوں کے ایک طبقہ کو ان کے مناسبِ حال اور متوازن غذا نہ ملے اور اس سے وہ محروم ہوں تو سب دولتمند ان کے برابر لا کے کھڑے کر دیئے جائیں۔ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ میں بڑا عظیم اعلان ہوا ہے۔ خدا یہ کہتا ہے کہ اگر مثلاً کوئی ملک اس کو ہم کہتے ہیں ’’جیم‘‘ ہر نام لے دیتے ہیں۔ اس کی اسی فیصد آبادی جو ہے اس کو مناسبِ حال متوازن غذا نہیں ملتی تو جب تک اس طبقہ کو مناسبِ حال متوازن غذا نہیں ملتی کسی امیر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان سے بڑھ کے کھائے۔ وہاں لا کے کھڑا کر دیا جائے گا کہ جیسا یہ کھائے گا ویسا وہ کھائے گا۔ تمام امرا اور دولتمند صاحبِ ثروت جو ہیں ان کو دکھ اور تکلیف میں غریب کے کندھے سے کندھا ملا کے کھڑا کر کے سو فیصد ان کا شریکِ حال بنا دیا۔ شریکِ غم بنا دیا ان کا اور ان امیر کو یہ کہا ہم نے تمہیں بڑا دیا۔ جب ان کو مناسبِ حال متوازن غذا مل جائے پھر اپنی مرضی کی کھا۔ تیرے اوپر کوئی پابندی نہیں۔ بعض دوسری Extreme پر چلے گئے ہیں۔ خیالات فلاسفی، ازم جو ہیں وہ کہتے ہیں کسی کو بھی اس کی مرضی کا نہیں کھانے دیں گے۔ یہ غلط ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ہر شخص کو اس کا حق ادا کرو۔ پھر جو زائد تمہارے پاس ہے پھر اپنی مرضی چلا لو اس کے اندر اور پھر جب اپنی مرضی چلانے کا وقت آئے گا پھر خدا کہتا ہے جب اپنی مرضی چلا رہے ہو تو اپنی عارضی خوشیوں کا خیال رکھنے کی بجائے اپنی ابدی خوشیوں کا خیال رکھو۔ پھر ان کو آگے وہ نعمتیں

بیان کر کے وہ خدا تعالیٰ کے فضل بیان کر کے، خدا تعالیٰ کی جو رحمتیں اس زندگی میں نازل ہوتی ہیں ان کے نمونے نازل کر کے اس رنگ میں خدا تعالیٰ پیار کرے گا مرنے کے بعد اپنے ایک پیارے بندے کو اپنی رضا کی جنت میں لے جا کے اس کا ایک نمونہ مثلاً یہ اس کو بتا دیتا ہے کہ وقت سے پہلے اس کو بشارت دے دیتا ہے اور وقت سے پہلے اس کو یہ تنبیہہ کر دیتا ہے کہ یہ بات نہ کرو ورنہ تمہیں تکلیف ہوگی۔ وقت سے پہلے بتا دیتا ہے کہ مثلاً اس ہوائی جہاز میں نہ جاؤ تمہاری جان کو خطرہ ہے۔ ایسے بھی لوگ ہیں میں نے ایسے واقعات پڑھے ہیں۔ تو وہ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ ساروں کو ان کے حقوق ادا کرو پھر اگر تمہارے پاس فالتو بچتا ہے پھر جائز طور پر خدا تعالیٰ نے جو چیز حلال قرار دی ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے جس کو حرام کہا ہے اس سے بچتے ہوئے اپنی مرضی سے جو مرضی کھاؤ لیکن ہر شخص کو مناسبِ حال متوازن غذا ملے گی پہلے۔

یہ جو میں فقرہ بول رہا ہوں شاید بہت سارے نوجوان سمجھیں ہی نہ۔ مناسبِ حال بدلتی ہے۔ مثلاً ایک ابھی پیچھے جیسے بڑا یہاں شور تھا کُشتی ہو رہی تھی جاپان اور پاکستان کی تو ایک پہلوان کی مناسبِ حال اَور غذا ہے اور ایک وہ منحنی سا بچہ نور صاحب کے پاس بیٹھا ہوا ہے پتا نہیں کون تھا جس کا معدہ اور نظامِ ہضم جو ہے اس کے مطابق مناسبِ حال بالکل اور چیز ہے۔ مناسبِ حال غذا عمر کے ساتھ بدل جاتی ہے۔ مناسبِ حال غذا کام کی نوعیت کے ساتھ بدل جاتی ہے مثلاً ایک زمیندار جو ہے وہ ہمیشہ نہیں لیکن بہت سارے سال کے ایسے بھی دن ہیں یا ہفتے ہیں جن میں اس کو بڑی محنت کرنی پڑتی ہے، دن رات محنت کرنی پڑتی ہے اور اس محنت کے نتیجہ میں وہ شاید ڈیڑھ دو سیر آٹا بھی کھا جائے تو ایک وقت میں ہضم کرے گا۔ تو مناسبِ حال کو یہ سمجھ لو کہ جس کو وہ ہضم کر سکتا ہے اور متوازن کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے صرف ہمارے لئے آٹا یا میدہ یا سوجی یا چنا یا مکئی پیدا نہیں کی یا صرف گوشت نہیں پیدا کیا یا صرف شلجم کی ترکاری نہیں پیدا کی یا صرف اخروٹ اور بادام یہاں کشمیر قریب ہی ہے وہاں بڑا رواج ہے اخروٹ بہت کھاتے ہیں وہاں کے لوگ وہ نہیں پیدا کئے بلکہ یہ اب انہوں نے بڑی ریسرچ کی ہے اسلام کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق اس کو پروٹینز کہتے ہیں یہ گوشت یا Nuts یا پنیر یا دودھ تو ان کا بھی کہتے ہیں آپس میں توازن پیدا کرو اور یہ پہلوان مثلاً گھی بڑا کھا جاتے

ہیں۔ بادام بڑا کھا جاتے ہیں۔ وہ اس کو ہضم کر رہے ہوتے ہیں اور ان کو طاقت چاہیئے اپنے کام کے لئے۔ ایک کلرک جو بیٹھا ہوا ہے وہ آدھ سیر آٹا کھائے تو اس کو اسہال شروع ہوجائیں گے۔ ایک زمیندار جو ساری رات کام کرتا رہا ہے اپنی زمینوں کے اوپر وہ صبح جس وقت کھانے پہ بیٹھتا ہے جس کو ہم ناشتہ کہتے ہیں اس کا پہلا کھانا ہوتا ہے اس وقت سیر پکی روٹیاں کھا جائے گا اور وہ ہضم کرے گا اس کو تو یہ ہے مناسبِ حال اور متوازن کا مطلب یہ ہے کہ جو مختلف خدا تعالیٰ نے غذائیں بنائی ہیں اپنی قسم کے لحاظ سے مختلف جس کو انہوں نے Fat یعنی چکنائی، جس کو انہوں نے (Carbohydrate) نشاستہ یا میدہ کہا۔ یہ جس کو انہوں نے پروٹین کہا آگے ان کی بھی بہت ساری قسمیں ہیں۔ پروٹین کے متعلق تھوڑا سا اب میں نے بتایا۔ یا جس کو انہوں نے Vitamins کہا یہ بھی غذا کا حصہ ہے۔ جس کو انہوں نے Minerals کہا یعنی جو معدنیات ہیں۔ ان کو Trace element بھی بعض کو ان میں سے بہت تھوڑا چاہیئے لیکن انسانی صحت کے لئے بہت ضروری ہے۔ خدا کہتا ہے کہ ہر شخص کو دو۔

تو میں نے یہ کہا کہ میرے نزدیک وَفِيٓ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ کا یہ مطلب ہے کہ قرآن کریم نے بڑا عظیم اعلان کیا ہے۔ بنی نوعِ انسان کو مخاطب کر کے کہا میں تمہیں لاوارث نہیں چھوڑوں گا۔ قرآن کریم نے کہا تمہارے جو سیاسی بڑے ہیں وہ تمہارا خیال نہ رکھیں یا رکھیں۔ تمہارے دوسرے، تمہارے اپنے بزرگ جو ہیں خاندانی یا قبیلے کے وہ اس طرف توجہ دیں نہ دیں، پر میں تمہارا پیدا کرنے والا رب تمہیں ایک مقصد کے لئے میں نے پیدا کیا۔ جو بھی تمہیں ملا وہ مجھ سے ملا اور بنیادی طور پر میں نے تمہیں چار قسم کی عظیم صلاحیتیں اور قابلیتیں دیں۔ ان کی نشوونما کے میں نے سامان پیدا کئے۔ میں یہ سامان پیدا کروں گا کہ سارے انسان اسلام کی حسین تعلیم میں، اسلام کے ٹھنڈے سایہ میں جمع ہوکر ہر شخص کو پہلے اس کا حق مل جائے۔ اس کے بعد پھر جن کو ہم نے ایسی صلاحیتیں دی ہیں کہ مثلاً وہ زیادہ کما لیں تو پھر ہم کہیں گے جب وہ اپنے حقوق ادا کر چکے ہوں گے اور ان کے پاس مال بچے گا اپنی مرضی سے اب کھالو لیکن یہ دیکھنا کہ اپنی مرضی سے اتنا نہ کھالینا کہ رات کو ہماری عبادت نہ کرسکو۔ دن کے وقت بھی اونگھتے ہی رہو۔ ہماری طرف توجہ نہ کرو۔ اپنے جو ہر وقت

کے حقوق ادا کرنے ہیں وہ تم ادا نہ کرسکو۔

یہ جو میں نے کہا کہ جس وقت کسی ملک کے ایک طبقہ کو مناسبِ حال اور متوازن غذا نہ ملے اس وقت سب افراد کی غذا لے کے اکٹھی جمع کرلو اور یہ انتظام کرو کہ پہلے ان کو مل جائے پھر ان سے کہو کہ اب تم جو مرضی کرو اپنی غذا سے یہ میں نے اعلان اپنی طرف سے نہیں کیا۔ یہاں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کئی دفعہ، اس آیت کا یہی مفہوم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے، اور اس وقت میں نے آپ کے سامنے آپ کا ایک ارشاد اور اسوہ اور اس پر عمل کرنے والوں کے دو تین واقعات لئے ہیں۔ تین بڑی چیز واضح ہو جاتی ہے کسی کو کوئی شبہ اور شک نہیں رہے گا۔ یہ مسلم میں حدیث آتی ہے۔ مسلم کا تھوڑا سا تعارف کروا دوں۔ ہمارے ان بزرگوں نے بڑے پیار، بڑی تحقیق سے اور بڑی توجہ کے ساتھ پوری کوشش ہے کہ کوئی غلط بات کوئی کسی غلط سند سے ہم تک پہنچی ہوئی بات ہمارے اس مجموعہ میں شامل نہ ہو جائے جو شائع کرنا چاہتے ہیں۔ انسان تھے پھر بھی بعض غلطیاں کر گئے ہوں گے لیکن انتہائی قربانی کے ساتھ اور بڑی ہمت کے ساتھ یہ کام کیا اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرے بڑے عظیم لوگ تھے یہ۔ ان عظیم لوگوں میں سے ایک طبقہ وہ تھا جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات جمع کئے، چھان بین کی، ایک ایک حدیث کے لئے بڑی کوفتیں اٹھائیں اور سفر کئے اور اپنی پوری تسلی کرنے کے بعد انہوں نے جو اپنے معیار قائم کئے اس کے مطابق احادیث جمع کر دیں۔ یہ چھ صحاح ستہ، چھ حدیث کی کتابیں ہیں جو کہا جاتا ہے کہ سب سے زیادہ قابلِ اعتماد، قابل اعتبار ہیں۔ ان میں سے صحیح بخاری نمبر ایک پر ہے اور پھر صحیح مسلم ہے۔ میں نے دونوں کتابوں کے ہی دو حوالے لئے ہیں لیکن مسلم کا حوالہ میں نے اس لئے پہلے لیا کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ درج ہے۔ اس کا میں ترجمہ لوں گا۔ ویسے میرے پاس عربی کے الفاظ بھی ہیں مگر دیر ہوگئی ہے۔

ایک صحابیؓ کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں نکلے مگر رستے میں ہمیں خوراک کی سخت کمی پیش آ گئی۔ حتّٰی کہ ہم نے ارادہ کیا کہ اپنی سواریوں کے بعض اونٹ ذبح کر دیں۔ (میں ذرا ساتھ ساتھ تشریح کروں گا تھوڑی) شان دیکھو! کھجوریں ساتھ

لے کے گئے تھے غریب آدمی۔ستو ہوں گے اسی قسم کا راشن۔ یہ مجاہد فوج ہے جن کو حکومت نہ کھانے کو دیتی ہے نہ پہننے کو دیتی ہے نہ ہتھیار دیتی ہے۔ اپنے پیسوں سے الا ماشاء اللہ جتنی توفیق دی اور بعض ایسے غریب تھے ان کو دیا بھی لیکن اصل اصول یہ ہے کہ جس کو خدا نے توفیق دی وہ اپنے پیسے خرچ کرے۔ اپنے کپڑے بنائے۔ اپنی زرہیں بنائے۔ اپنی تلواریں خریدے۔ اپنے نیزے لے۔ اپنے تیر کمان تیار کرے اور پھر ان کی پریکٹس کرے اور ان میں مہارت حاصل کرے وغیرہ وغیرہ اپنی سواریاں لے۔غریب لوگ سواریاں انہوں نے لے لیں۔ دو دو نے مل کے بھی لے لی ہوں گی ایک ایک اونٹ یا تین تین نے مل کے لے لیا ہوگا یا اس سے زیادہ نے واللہ اعلم لیکن راشن تھوڑا سا تھا۔ کھجوریں ہوں گی کچھ اور اس قسم کی اور چیزیں۔ جس وقت ان کا کھانا ختم ہوا تو انہوں نے ہاتھ نہیں پھیلایا کہ کھانا ختم ہوگیا لاؤ کچھ کھانے کو دو۔ انہوں نے یہ سوچا کہ مانگیں گے نہیں۔ جب تک ہمارے پاس کھجوریں تھیں ہم نے کھائیں۔ جب تک ہمارے پاس ستو تھے ہم نے ان کا استعمال کیا اور اپنے پیٹ بھرے اب وہ ختم ہو گئے ہیں۔ ہمارے پاس اونٹ ہیں جن کی ہم سواری کرتے ہیں اور اس طرح کوفت سے بچ جاتے ہیں۔اب ہم اونٹ ذبح کر کے باری باری کوئی انہوں نے بنائی ہوگی سکیم وہ اس میں نہیں لیکن بڑے ذہین لوگ تھے جو میرے سامنے تصویر آئی ہے وہ یہ کہ انہوں نے مل کے سر جوڑے ہوں گے۔انہوں نے کہا ہوگا ہم چالیس آدمی یا سو آدمی ہیں یا پچاس آدمی ہیں اتنے دنوں کے بعد ایک اونٹ ذبح کیا کریں گے باری باری اور یہ کھالیں گے، مانگیں گے نہیں۔ یہ عظیم ذہنیت کہ جہاد پر جارہے ہیں۔ اپنے خرچ پہ جارہے ہیں۔غریب ہیں غذا ساتھ نہیں ہے پوری۔ غذا کا سامان پورا نہیں لے جارہے وہ ختم ہوگیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی شکایت نہیں کی۔ خدا تعالیٰ سے کوئی شکوہ نہیں کیا۔کسی کے سامنے اپنا ہاتھ نہیں پھیلایا۔آپس میں سر جوڑے اور مشورہ کیا۔آؤ اب اونٹ ذبح کریں اور کھائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پتا لگ گیا۔ جب پتا لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جن لوگوں کے پاس خوراک موجود ہے اور ختم نہیں ہوئی وہ اس گروہ کے امیر لوگ تھے نا، جو زیادہ کھانے پینے کی چیزیں لے کے آئے ہوئے تھے۔غریبوں کی ختم ہوگئی ان کی ختم نہیں ہوئی یعنی اس چھوٹے سے دائرہ میں دو طبقے

بن گئے نا۔ ایک غریب کا جن کا کھانے کا سامان ختم ہوگیا۔ ایک امیروں کا جن کے پاس کسی کے پاس دو من ہوگی کسی کے پاس ایک من ہوگی۔ کھجوریں بھی تھیں، ستو بھی تھے اور کھانے کی جو چیزیں وہ استعمال کرتے تھے وہ۔ آپ نے کہا سب جن کے پاس بھی جو کھانے کی چیز ہے بیت المال میں آ کے اکٹھی کردو۔

میں نے کہا تھا نا کہ جب کسی طبقے کو اس کے مناسبِ حال اور متوازن غذا نہ ملے تو سارے امرا کی غذا اکٹھی کرلو اور اکٹھا ایک جیسا کھانا دے دو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ سب لوگوں کے خوراک کے ذخیرے اکٹھے کردیئے جائیں۔ پس ہم نے سب ذخیرے اکٹھے کرلئے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے سب کو مساویانہ راشن بانٹنا شروع کردیا۔ سب کو ایک جگہ لا کے کھڑا کردیا نا۔ یہ اسوہ آپ نے قائم کردیا۔ اس کے بعد دو اور واقعات میں نے اس وقت بیان کرنے کے لئے آپ کو اور دُنیا کو مسئلہ سمجھانے کے لئے منتخب کئے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک پارٹی ساحل سمندر کی طرف روانہ کی اور اس کا امیر ابوعبیدہؓ بن جراح جو آپ کے ایک بڑے پیارے صحابی تھے ان کو مقرر کیا۔ یہ جو پارٹی تھی یہ تین سو افراد پر مشتمل تھی۔ بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ ہم اس سریہ میں نکلے تو ان کو مثلاً کوئی کام دیا تھا ساحل سمندر کی طرف۔ اب اگر سیدھا راستہ اختیار کرتے تو چار پانچ دن میں پہنچ جاتے۔ دس بارہ دن میں واپس آجاتے۔ جب ان کے کام سپرد ہی یہ ہوا ہے بارہ دن کا۔ انہوں نے بارہ دن کی غذا رکھی اپنے ساتھ۔ چلے گئے لیکن راستہ بھول گئے۔ یہ خدا تعالیٰ کی شان ہے۔ راستہ بھول جانے کی وجہ سے ابھی ہم منزلِ مقصود کو پہنچے ہی نہیں تھے وہ کہتے ہیں ہم راستہ میں ہی تھے کہ ہمارا زاد کم ہونا شروع ہوگیا۔ تو جو تین سَو میں سے غریب تھے جن کے پاس تھوڑا کھانا تھا ساتھ ان کو مشکل پیش آ گئی۔ تو ابوعبیدہؓ نے جو اس تین سو کی پارٹی کے امیر تھے حکم دیا کہ سب لوگوں کی خوراک کا ذخیرہ جمع کرلیا جائے۔ جن کے پاس جو کافی تھا ذخیرہ ان کو کہا اکٹھا کرو یہاں سب برابر۔ تو اس سارے جمع شدہ ذخیرہ کے جو تھوڑا ہی بنا ویسے، ابوعبیدہؓ اس ذخیرہ میں سے تھوڑی تھوڑی خوراک تقسیم کرتے تھے۔ حتّٰی کہ یہ ذخیرہ اتنا کم

ہوگیا کہ بالآخر ہمارا راشن صرف ایک کھجور فی کس پر آ گیا۔تو جس کے پاس اتنا راشن تھا کہ وہ جس دن ان سب کو فی کس ایک کھجور ملی اس دن وہ بیس کھجوریں کھاسکتا تھا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا یہ سنت نبویؐ نہیں آج تم بیس کھجور نہیں کھاسکتے اپنی۔آج تم ایک کھجور کھاؤ گے۔جتنی سائل اور محروم کو ملے گی، اتنی کھاؤ گے لیکن جب ان کو ان کی ضرورت کے مطابق متوازن غذامل رہی تھی اس وقت اپنے مال سے، ذخیرے سے جو مرضی کرتے تم۔

اور تیسرا فرمان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ایک اشعر قبیلہ ہے ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نبوی پر جس طرح وہ عمل کرتے تھے انہوں نے اپنے قبیلہ کی روایت یہ بنائی تھی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نا وہ روایت بن گئی۔یہ تو اپنی شان کے ساتھ ہے یہ میں بعد میں بیان کروں گا اس کی ایک تھوڑی سی جھلک ہمیں اس جلسے پہ نظر آئی جب صبح کی نماز کے وقت مجھے مسجد میں بتایا گیا کہ نانبائی کام نہیں پورا کر سکے کسی وجہ سے تو روٹیاں نہیں تیار، تو اب کیا کریں ہم؟ ہم وقت پہ کھانا نہیں کھلا سکتے۔پوری روٹی لے کے دو یا تین روٹیاں جتنی بھی ملتی ہیں فی کس نہیں تیار۔یا آپ پیچھے ڈالیں جلسہ کی تقاریر کا پروگرام۔ میں نے ان کو کہا یہ نہیں ہوگا۔میں نے کہا کہ یہ تو نہیں ہوگا تم اپنے وقت کے اوپر جو بھی ہے تقسیم کرو۔میں نے نماز کے بعد یہ اعلان کیا کہ وقت ہو چکا ہے اور کھانا وقت پر نہیں مل سکتا۔ ہم روحانی غذا نہیں چھوڑیں گے جسمانی غذا کی قربانی دیں گے اور جن کے گھروں میں روٹیاں پکتی ہیں یا جو کھانے کا اپنا یعنی باہر سے بھی آنے والے انتظام کرتے ہیں ان کو میں کہتا ہوں کہ وہ بھی اور جو باہر سے آئے ہوئے ہیں وہ بھی اور میں بھی اور میرے بچے بھی اور ہمارا خاندان بھی اور جماعت کے عہدیدار بھی اور جماعت کے کارکن بھی، آج ہم سارے ایک روٹی سے زیادہ نہیں کھائیں گے۔تو ان سے میں نے بات کی تھی میرا اندازہ تھا کہ ایک روٹی ہر ایک کومل جائے گی۔ہم ایک روٹی کھائیں گے اور خدا تعالیٰ نے یہ بڑی عجیب جماعت پیدا کی ہے مجھے بعد میں پتا لگا کہ کئی لوگوں نے کہا کہ پھر اب جب ایک وقت ایک روٹی کھائی ہے تو سارے جلسے میں ایک روٹی کھائیں گے کیا فرق پڑتا ہے۔اس قسم کے اخلاص والے بھی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اشعر قبیلہ کے لوگوں کا یہ طریق ہے۔انہوں

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا اور اسوہ دیکھا ممکن ہے کوئی ان میں سے اس غزوہ میں شامل بھی ہو جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا اکٹھا کرلیا اور وہ سب کو برابر تقسیم کر دیا اور جب کسی سفر میں خوراک کا ٹوٹ پڑ جاتا ہے یا حضر کی حالت میں ہی ان کے اہل وعیال کی خوراک میں کمی آجاتی ہے یعنی ایک حصہ کی خوراک میں کمی آجاتی ہے تو ایسی صورت میں وہ سب لوگ اپنی اپنی خوراک ایک جگہ جمع کر لیتے ہیں اور پھر اس جمع شدہ خوراک کو ایک ناپ کے مطابق برابر، ہر ایک امیر غریب کو ایک ناپ کے مطابق سب لوگوں میں مساویانہ طریق پر بانٹ دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کا میرے ساتھ حقیقی جوڑ ہے اور میرا ان کے ساتھ حقیقی جوڑ ہے۔

تو اسلام آج دُنیا میں یہ اعلان کرتا ہے کہ دنیا کا کوئی طبقہ ایسا نہیں رہنے دیا جائے گا جس کو متناسب اور متوازن غذا نہ ملے اور ایک طبقہ موجود ہو جو عیش کر رہا ہو کھانے کی۔ امریکہ کے متعلق پتا نہیں صحیح ہے یا نہیں لیکن کسی جگہ میں نے پڑھا تھا کہ بعض دفعہ وہ فخر کرتے ہیں کہ جتنا ہم اپنی رکابیوں میں بچا کے پھر پھینک دیتے ہیں اس سے یہ جو غریب ممالک ہیں پاکستان، ہندوستان جیسے ان کا پیٹ پالا جا سکتا ہے۔

تو قرآن کہتا ہے یہ فخر کی بات نہیں یہ تو ہلاکت کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ تمہیں اپنی فکر کرنی چاہیئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نوع انسان سے بڑا پیار تھا۔ ایک دفعہ میں نے خطبہ دیا کہ کوئی احمدی رات کو بھوکا نہیں سوئے گا اور میں نے دو حدیثیں بیان کیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک جگہ کہ ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہے۔ دو کا چار کے لئے۔ ایک جگہ فرمایا کہ ایک کا تین چار کے لئے کافی ہے یعنی ایک سے زیادہ۔ ایک کا کھانا دو سے زیادہ نسبت سے کافی ہے، اس وقت وہ نسبت مجھے یاد نہیں رہی۔ بہر حال سمجھ لو کہ مثلاً یہ کہہ دیا کہ ایک کا چار کے لئے کافی ہے۔ دونوں حدیثیں اسی ضمن میں میں نے پڑھیں تو میں نے سوچا کہ یہ دوسری جو ہے یہ امیروں سے تعلق رکھتی ہے یعنی بعض گھرانے ایسے ہیں غریب جو اپنی ضرورت کے مطابق کھانا پکا رہے ہیں۔ وہ اگر دو آدمی میاں بیوی ابھی بچہ کوئی نہیں کھانے والا دودھ پیتا مثلاً بچہ ہے ماں کی گود میں تو وہ دو آدمیوں کا فکر کر سکتا ہے اگر کوئی

دو بھوکے ہیں تو ان کو کہہ سکتا ہے آؤ ہم اکٹھے مل کے کھا لیتے ہیں۔ چار کھا لیں گے۔ لیکن ایک امیر ہے اگر اس کے ہاں دو کا پکا ہوا ہے تو وہ دس کو بھی کھلا سکتا ہے۔ پہلے جماعت نے ذرا توجہ دی تھی۔ اب مجھے بعض نے کہا ہے کہ بعض دفعہ سستی کرتے ہیں، یہ بڑی غلط بات ہے۔ جماعت احمدیہ میں کوئی شخص رات کو بھوکا نہیں سونا چاہیئے جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ہمسایوں کا خیال رکھو۔ اپنے محلے والوں کا خیال رکھو۔

مجھے ایک غیر احمدی دوست نے بڑا پیارا خط لکھا۔ مجھے انہوں نے خط لکھا کہ میں نے یہ آپ کا خطبہ پڑھا۔ پر میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم نے آپ کا کیا گناہ کیا کہ آپ نے ہمارے متعلق نہیں کہا کہ ہم بھوکے نہ سوئیں رات کو۔ خیر میں نے ان کو کہا کہ بات یہ ہے کہ جہاں تک میرے دل کے جذبات کا تعلق اور احساسات کا تعلق ہے، میرا دل یہی پکارتا ہے کہ کوئی انسان رات کو بھوکا نہ سوئے لیکن اگر میں بول پڑتا یہ کلمات تو بہت سارے لوگ مجھ پر بڑا غصہ کرتے اور اعتراض کرتے، الزام لگاتے۔ تو ویسے جو لوگ سب انسانوں کو انسان سمجھ کے ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرنے کو اسلامی تعلیم کا جزو سمجھتے ہیں وہ سارے شامل ہیں میرے اس اعلان میں کہ کوئی شخص بھی رات کو بھوکا نہ سوئے اور وہ تو کم سے کم غذا ہے نا۔ لیکن جو اعلان کیا گیا ہے وہ مناسبِ حال متوازن غذا ہے۔ اب میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں جو میرا مشاہدہ ہے۔ اس واسطے میں نے کہا تھا کہ اسّی فیصد Small Holding کا مالک آٹھ دس بارہ ایکڑ کا مالک زمیندار اس کا حلیہ یہ ہے جو میں نے کہا تھا نا وہ دراصل غلام ہے اپنے تین بیلوں کا، اپنے ہل کا۔

ایک دفعہ ہم سیر کو نکلے۔ ہم بہت سارے اپنے بھائی چچا زاد بھائی وغیرہ کبھی کبھی آرام بھی کیا کرتے ہیں۔ تو ربوہ سے پچیس تیس میل کے اوپر ہم گئے تھے۔ وہاں ایک وہ بیل والا تھا جو بیل سے رہٹ پانی نکالتا ہے پنجابی میں ’’ٹنڈیں‘‘ کہتے ہیں ان کو۔ اس سے ہم نے دو چار فرلانگ آگے جانا تھا میں نے کہا یہیں ٹھہر جاتے ہیں پانی مل جائے گا۔ تو وہاں ہم ٹھہر گئے۔ موٹروں سے اترے۔ ہمارے ساتھ اپنا کھانا وغیرہ ہوتا ہے وہ سارا نکالا اور کیمپ میں بند کر دیا۔ وہاں میں اسی وقت چلا گیا۔ ساری رات اس نے جیسا کہ طریق ہے زمیندار کا اس کے

اوپر بیٹھ کے پانی نکالا اپنی زمینوں کو ساری رات پانی دیتے ہیں یہ۔ اس کی گھر والی اس کا کھانا لے آئی۔ تو میں نے کہا دیکھیں ساری رات اس نے محنت کی ہے کھانے کو کیا مل رہا ہے بیچارے کو۔ میں چلا گیا اس کے پاس وہ ہاتھ منہ دھو کے جیسا کہ عادت ہے وہ چوکڑی نہیں مارتے اکڑوں بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ بیٹھا ہوا سامنے اس کے رومال بچھا ہوا وہ کھانا کھانے لگا تھا۔ میں نے سلام کیا۔ میں نے ہنس کے کہا میں مہمان آیا ہوں اور تم مجھے کھانے کو نہیں پوچھو گے؟ اس شریف آدمی نے کہا آئیں بیٹھیں کھانا کھائیں تو میں بیٹھ گیا اس کے ساتھ۔ میں نے تو چکھنا ہی تھا، دیکھنا ہی تھا کیا کھاتا ہے تو وہ باجرے کی بڑی موٹی روٹی اور میں نے ذرا سا ٹکڑا لیا توڑا اور ساتھ سرخ مرچ کی پسی ہوئی چٹنی یعنی ساری رات اس شریف آدمی نے کام کیا اور صبح اس کے حصے میں غذا یہ آئی ہے۔ تو میں مرچ کھاتا نہیں مجھے تکلیف ہوتی ہے اس کی تو میں نے ٹکڑا لے کے وہ چبایا اتنا لذیذ کہ کوئی حد نہیں۔ خیر میں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اٹھا تو وہ کہنے لگا نہیں اور کھائیں۔ میں نے کہا جو پتا لینا تھا وہ پتا لے لیا۔ میں نے تو اس کو اپنا استاد بنا لیا نا۔

یہ آدمی جو ساری رات پانی دیتا ہے اور صبح کے وقت اس کے حصے میں سرخ مرچ کی پسی ہوئی چٹنی آتی ہے اس کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہمارے ہاں؟ حالانکہ اس کا حق ہے۔ اس کو جو تجربہ رکھتے ہیں، جو علم رکھتے ہیں ان کا فرض ہے بتائیں کہ اسی زمین میں ان کو دودھ اور مکھن اور لسی مل سکتی ہے لیکن ان کو بتانے والا کوئی نہیں۔ مثلاً اگر تین بیل، یہ جو ایک ہل ہے ویسے تو دو بیل چلاتے ہیں نا ہل کو لیکن کوئی بیمار ہو جاتا ہے اچانک مر جائے تو عام زمیندار تین بیل رکھتے ہیں ایک ہل میں یہ سمجھا جاتا ہے اصول تین بیل۔ اگر وہ تین بیل بیچ دیں اور ان کو مناسب کرایہ پر قریب کی کسی ورکشاپ سے ٹریکٹر میسر ہو ان کو کیا ضرورت ہے غلام بن کے رہنے کا بیلوں کا۔ وہ تین بیل بیچ دیں اور اس کی بجائے دو بھینسیں لے لیں۔ ایک بیل کو جو چارہ دیتے تھے اس کی تو چارے کی بچت ہوگئی نا اس میں کچھ اور لگائیں۔ دو بھینسوں کو پالیں۔ دو بھینسوں کا میں نے یونٹ اس لئے سوچا کہ بھینس بھی ایک وقت میں خشک ہو جاتی ہے نا۔ تو اگر وہ ہر ورپائی یعنی ہر سال بچہ دینے والی بہت ساری ہماری بھینسیں ہیں ایسی، تو اگر وہ چھ چھ

مہینے بعد دینے والی ہو تو آٹھ دس بارہ چودہ سیر ہر روز اس کے حصے میں دودھ آجائے گا۔ تو وہ اور اس کے بچے دودھ پئیں گے۔ لسی پئیں گے۔ وہ مکھن کھائیں گے۔ ان کا بوجھ بناسپتی گھی بنانے والے کارخانوں پہ نہیں ہوگا۔ وہ اپنے گھر کا تازہ مکھن کھا رہے ہوں گے۔ ان کی صحتیں اچھی ہو جائیں گی۔ بچے اگر ذہین ہیں تو ان کے ذہنوں کو غربت کا دھکا لگ کے کمزوری نہیں پیدا ہوگی ان کے ذہنوں میں۔ کھانے کا ذہن کے ساتھ بڑا تعلق ہے۔ مجھے خدا تعالیٰ ہی سمجھ دیتا ہے، عقل دیتا ہے۔ ایک دفعہ میں اپنے دفتر سے پرنسپل لاج کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں مجھے مل گیا ایک سکالر، نہایت چوٹی کا طالب علم ہمارا اور دو مہینے بعد ہونے تھے امتحان۔ وہ راستے میں ملا میں نے سلام کیا اس کو۔ میں نے اس کا چہرہ دیکھا تو اس کے چہرے کے اوپر سفید سفید داغ پڑے ہوئے تھے جو کمزوری کی علامت ہے۔ اتنی سخت شرم آئی اس بچے سے۔ میں نے کہا کہ یہ پڑھ رہا ہے امتحان قریب ہے اور کھانے کو متوازن غذا اس کے مناسبِ حال اس کو نہیں مل رہی۔ یہ مشکل بن گئی ہے اس کی۔ بڑی استغفار کی میں نے۔ اس کو میں نے کہا چلو ایک تو تمہیں میں ابھی دوں ایک چیز۔ تو میں بڑی دیر سے سویا بین پر تجربہ کر رہا ہوں۔ گھر گیا۔ میں نے اس کو سویا بین دی۔ میں نے کہا یہ کھانا شروع کرو۔ پھر ہوسٹل ہی کا طالب علم تھا میں نے ہوسٹل والوں کو کہا کہ تم اتھلیٹ کو دیتے ہو سویا بین کی پنجیری بنا کے تو اپنے سکالرز جو ہیں پڑھا کو بہت تیز پڑھنے میں، ان کو بھی دو۔ وہ بنا کے دی۔ پندرہ دن کے بعد میں نے دیکھا تو سارے داغ غائب، سرخ چہرہ، خون باہر نکلے۔ میں بڑا خوش ہوا۔ میں نے کہا یہ خدا نے مجھے اس کے چہرے سے سبق دیا تھا اور میری توجہ اس طرف پھیر دی۔

تو یہ جو ذہین بچہ کمزور ہے جو Under Nourished ہے۔ جس کو کھانے کو نہیں ملتا، جس کو مناسب غذا نہیں ملتی وہ علم کے میدان میں ترقی کیسے کرے گا؟ جس قوم کے ذہین بچے غیر مناسب، غیر متوازن غذا کھا کے علم کے میدانوں میں ترقی نہیں کر رہے ہوں گے وہ ملک دنیا کے ممالک کے مقابلے میں کیسے ترقی کریں گے، ہو ہی نہیں سکتی یہ بات۔ خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت سے انسان نہیں لڑ سکتا۔ جو لڑتا ہے وہ ناکام ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا قانون ہے تم ان کا خیال رکھو۔ یہ تو میں نے ایک مثال دی۔ اس میں دیر ہوگئی ہے ورنہ اس کے اخلاقی

مطالبے ہیں۔ اخلاقیات کی نشوونما کے لئے، اس کے روحانی مطالبے ہیں۔ ہر انسان اپنے بھائی سے پیار اور محبت کے ساتھ کچھ مطالبہ کرتا ہے۔ ہر بھائی اپنے بھائی کے مطالبات کو پورا کرتا ہے پیار اور محبت کے ساتھ۔ یہ ہے اسلامی تعلیم۔

دعا کریں اور کوشش کریں اور ہر وقت چوکس رہ کے کوشش کریں کہ اسلام کی تعلیم پر آپ عمل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ نہ صرف احمدی بلکہ دنیا کا کوئی انسان بھی بھوکا نہ رہے۔انسان انسان سے چالاکیاں بھی کرتا ہے۔ خدا کرے کہ ہم چالاکی کرنے والے نہ ہوں۔

ایک دفعہ مجھے کسی شخص نے ایک اشتہار بھیج دیا ایک امریکہ کی فرم سویا بین سے جس کا ابھی میں نے ذکر کیا ہے اس میں چوبیس فیصد بہت اعلیٰ قسم کی غذائیت رکھنے والا تیل بھی پایا جاتا ہے۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ ہم تیل نکال لیتے ہیں اور جو کھلی رہ جاتی ہے نا جس طرح بنولے کی کھلی آپ جانور کو ڈال دیتے ہیں وہ کھلی کے انہوں نے پیس کے ڈبے بنائے ہوئے ہیں اور افریقہ کے غریب ممالک اور دوسرے غریب ممالک میں بڑا احسان کر کے تقسیم کر رہے ہیں۔تو میں بھی چونکہ سویا بین میں تجربہ کرنے والا تھا۔ میں نے ان کو خط لکھا بڑے آرام سے۔ میں نے کہا میرا تجربہ یہ ہے کہ Whole سویا جو ہے یعنی اس میں سے اگر تیل نہ نکالا جائے تو یہ بہت زیادہ مفید ہے بنسبت اس کے کہ تیل نکال کے کھلی لوگوں کو کھلائی جائے۔ یہ آپ کیوں کرتے ہیں ایسا؟ بڑے پیار سے خط لکھا شریفانہ۔ بڑی ہوشیار قوم ہے۔ ان کا جواب آیا کہ اصل بات یہ ہے کہ اس کا تیل اگر ہم نہ نکالیں تو تھوڑی سی ’’ہیک‘‘ آتی ہے جسے بعض لوگ پسند نہیں کرتے اس وجہ سے ہم نکال لیتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ تیل نکالنے سے اس کے اندر غذائیت دسواں حصہ بھی نہیں رہتی۔ بہرحال یہ چیزیں ہیں۔ ہمارے ملک میں ایک وقت اس کو لگایا گیا تھا۔ پھر لوگوں نے چھوڑ دیا۔اب پھر سنا ہے لگانے کی کوشش کر رہے ہیں انسان کو خدا نے عقل دی۔تھوڑی سی نہیں دی۔قرآن نے اعلان کیا کہ میری پیدا کردہ ہر چیز کو اپنا خادم بنا کے اس سے خدمت لے سکتے ہو تم سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (الجاثیہ:۱۴) اتنی

عقل دی۔ وہ عقل والا انسان اپنے بھائی کی جو ضرورتیں ہیں وہ نہیں پوری کرسکتا۔ پورا کرنے کی طرف توجہ نہیں اس لئے خود کریں آپ، آپ کا یہ فرض ہے اور دعائیں کریں کہ ہر انسان دوسرے کے حقوق ادا کرنے والا ہو۔ ہر انسان دوسرے کو اپنے ساتھ لے کے ان رفعتوں تک لے جانے والا ہو جن رفعتوں تک لے جانے کے لئے خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ (آمین)

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)